اتحاد اسلامی اور سیرت مرسل اعظم

مؤلف: مولانا ناظم علی خیر آبادی

اتحاد، عروہ وثقی، حبل متین، جادۂ اصلاح اور راہ سالمیت حیات ہے، وحدت مسلمین اسلام دشمن طاقتوں استعمار، استکبار، استثمار اور استحصال کی رسیا قوتوں کے خلاف مستحکم اسلحہ ہے، توحید کلمہ اور کلمہ توحید معاشرہ کی صلاح و فلاح کا ضامن ہے، طاغوتی دسیسہ کاریوں، شیطانی فریب اور ابلیسی جال و چال کو از کار رفتہ کرنے والا ہے اس کے توسط سے امن و اطمینان کی خوشگوار فضا قائم کی جاتی ہے سکون و آشتی کا ماحول آراستہ کیا جاتا ہے، سماج کی ہر فرد کو اس کا جائز حق حاصل ہوتا ہے. انفرادی اور اجتماعی حالات زندگی کا اضطراب ختم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں وحدت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللهُ يَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔[1] تمام لوگ آغاز میں ایک امت تھے ان کے درمیان کوئی تضاد نہیں پایا جاتا تھا رفتہ رفتہ گروہ و طبقات وجود میں آئے اور اختلاف و تضاد پیدا ہوئے تو خداوند عالم نے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو بشارت بھی دیں اور خوف بھی دلائیں اور ان کے ساتھ کتاب حق نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کرے (ایماندار افراد میں کوئی اختلاف نہیں تھا) صرف انسانوں کے اس گروہ نے اختلاف کیا جن کے پاس کتاب آئی اور روشن دلیلیں پہونچیں تو انہوں نے حق راہ حقیقت سے انحراف کی وجہ سے بغاوت کی، خداوند عالم نے ایمانداروں کو اختلافی موارد کی حقیقت سے اپنے حکم کے ذریعہ رہبری کی لیکن بے ایمان لوگ اسی طرح گمراہی اور اختلاف میں باقی رہے اور خدا جس کی چاہتا ہے راہ راست کی جانب ہدایت کرتا ہے۔

آیہ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ امت واحد تھے لیکن جب اختلاف ان میں نمودار ہوا تو خدا نے بشیر و نذیر پیغمبروں کو بھیجا تاکہ وہ انہیں وحدت اور اختلاف کو دور کرنے کی جانب ہدایت کریں کیونکہ حق و حقیقت میں اختلاف نہیں ہوتا ہے تفرقہ اور باہمی دوری عداوت اور دشمنی سے پیدا ہوتی ہے، علم الاجتماع میں

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۳

یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ پہلا جامعہ جو خانوادہ کی صورت میں جس کے تمام افراد دور و نزدیک کے ایک جد سے وابستہ تھے ظہور میں آیا وہ صدیوں برس تک بغیر کسی اختلاف و کشمکش حیات کے زندگی گزارتے رہے جب اس خانوادہ کے بعض افراد بلند زندگی گزارنے لگے تو دوسروں کے تعاون و مدد کے محتاج ہوئے اور اتحاد و اتفاق کی جانب میلان ہوا۔ رفتہ رفتہ خانوادے متعدد اور کثیر ہوئے اور ایک ملت وجود میں آئی اور اس کے جوار میں دوسری ملت اور اپنے عمومی اور اجتماعی مقررہ قوانین کے ذریعہ زندگی گزار رہی تھی اس طرح رفتہ رفتہ تاریخ کے صفحات پر بہت سی ملتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ لیکن ایک ملت دوسری ملت سے میل جول کرنے میں اجتماعی امتیازات کو قبول کرنے کیلئے آمادہ نہ تھیں بلکہ اضطراب اور پریشانی کا شکار تھیں لیکن عقلاء کی کوششوں سے یہ اضطراب ختم ہو رہا تھا کہ دوسرا تفرقہ بازی کا طوفان آیا اوراس نے اسے دوسرے جامعہ میں تبدیل کر دیا جو عقلاء کیلئے سرمایہ پند و عبرت بنا ہوا ہے لیکن جب ایک ملت دوسری ملت سے دوبارہ ملی تو دین متعدد فرقوں کی صورت میں داخل ہوا اور بہت سے وہ مسائل جو دین کا جز نہیں تھے وہ بھی داخل ہو گئے اور دین و ثنیت اور دوگانہ پرستی سے مل گیا اور عقلوں کو دین فہمی کیلئے آمادہ کیا تاکہ ان کی آپسی محبت و الفت کو آسان کرے اور ان کے عقائد کی اصلاح کرے اور حکمت کا تقاضا ہوا کہ یہ آیتیں ایسی امت کے توسط سے وجود میں آئے جو عالم گیر رسالتی ہدف اور وظیفہ سے آراستہ ہو اور اپنی اعجازی شان و صفت کے ساتھ انسانی نفوس کے اندر اثر پیدا کرے۔

اس اہم ترین امر کیلئے خداوند عالم نے پیغمبر ختمی مرتبت کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ اس دین کو پہونچایا جو تمام تر نقائص اور عیوب سے پاک و صاف تھا، پیغمبر نے اپنی تبلیغی تیئس سالہ زندگی میں دین حق کو پہونچایا اور جاہلوں کے تقلیدی خواب سے نکال کر عقلوں کو بیداری کی فضا میں داخل کیا تاکہ امت مسلمہ تمام نفسانی وسوسوں اور توہمات سے دور رہتے ہوئے صحیح ایمان، درست عقائد اور دلوں کی سلامتی کا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آئے۔ تعلیمات نبوی اور تبلیغات مرسل اعظم کی روشنی میں یہ کیا جا سکتا ہے کہ امت اسلامیہ بلندترین بنیادوں اور استوار اصول کی تاثیر سے وجود میں آئی اگرچہ ان کی تعداد کم تھی لیکن یہ امت دوسری تمام ملتوں سے اس درجہ ممتاز تھی کہ ان کی مثال کسی دور اور زمانہ میں وجود میں نہیں آئی۔

جو معاشرہ بلند و پائدار اصول پر استوار ہوا تھا وہ رسول اکرمؐ کی کوششوں کا نتیجہ تھا اور پیغمبر نے اس کی وحدت اور اتحاد کو محفوظ کیا تھا، پیغمبر اسلامؐ اپنے تمام اوامر و نواہی میں مسلسل کوشش کرتے رہے کہ امت اپنے مادی وجود کو ایک عالمی امت کی طرح محفوظ رکھے اور اپنے معنوی وجود کو ایک بلند اور بانمونہ امت کی طرح

پیش کرے تاکہ یہ امانت تمام عالم میں پھیل جائے اور اسلامی دعوت دنیاکے تمام رہنے والوں کے درمیان راسخ ہو جائے۔

پیغمبر اسلامؐ نے مادی و معنوی عالیت کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا، حکمت کے بیان اور گمراہ کن افکار کو ختم کرنے میں مصروف رہے چونکہ خداوند عالم نے انہیں اسلامی معاشرہ کی تربیت اور وحدت واتحاد اسلامی کو برقرار رکھنے کیلئے مامور فرمایا تھااور انہوں نے بھی پیغام کو مکمل طور پر پہونچایا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پیغمبرؐ نے باقاعدہ کامیابی حاصل کی جس کی نظیر دوسری ملتوں میں نہیں ملتی۔

پیغمبر اکرمؐ کی وفات، جانشین کی تقرری میں اختلاف، عرب قبیلوں کی سرتابی وغیرہ وغیرہ واقعات نے نہ صرف انتشار، اختلاف اور تفرقہ کا بازار گرم کیا بلکہ اس طرح قتل وخون ہونے لگا کہ زمانہ جاہلیت کی یادگار تازہ ہونے لگی ـــــ--- لیکن ان تمام خرابیوں اور اختلافات کے باوجود آپ وحدت اجتماعی کیلئے کوشش کرتے رہے تاکہ اسلامی متحد معاشرہ قوی ترین رہے اور اپنی بے مثال حیثیت کو قائم رکھے۔

رسول اسلامؐ اچھی طرح جانتے تھے کہ خداوند عالم دنیا والوں کیلئے ایسی سعادت مندی چاہتا ہے جو ایسی امت کے وسیلہ سے حاصل ہو گی جو اس کے حصول کے لئے کوشاں اور اس کی برتری کیلئے سعی کرتی رہے۔ اگر پیغمبر اسلامؐ ان قوانین وحدت کو پہونچانے کیلئے گوشہ نشینی اختیار کر لیتے تو پیغام کا پہونچانا ممکن نہیں تھا۔ پیغمبرؐ نے خود ایک حدیث میں اس کی صراحت کی ہے: «الإسلام أحوج إلى الجماعة من الجماعة إلى الإسلام» اسلام کو جماعت کی ضرورت اس سے زیادہ ہے جتنی جماعت کو اسلام کی۔

وحدت اسلامی کا مطلب:۔

عام طور پر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وحدت اسلامی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے اور اسلام کے علاوہ دوسرے مکتب فکر و نظر (یہودیت وعیسائیت وغیرہ) کے ماننے والے اپنے مخصوص کلامی اور فقہی عقائد و نظریات سے الگ ہو جائیں اور صرف اسلام کے عقیدوں کو مان لیں، لیکن یہ غلط فہمی ہے مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ مختلف اسلامی فرقے اسلام دشمن طاقتوں سے مقابلہ کرنے کی غرض سے آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو کر متحد ہو جائیں یا مختلف مسلمانوں کے فرقے ایک دوسرے سے قریب کرنے کی سعی کریں باہمی موازنہ اور مطابقت عمل میں لانے کی کوشش کریں بہت سے فقہی مسائل ایسے موجود ہیں جن میں تھوڑی سوجھ بوجھ کے ذریعہ قربت پیدا کی جاسکتی ہے ـــ--- یعنی وحدت واتحاد اسلامی کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب کا انکار کر دیا جائے اور مذاہب کسی ایک مذہب میں مل جائیں۔ بلکہ مذاہب کے درمیان جو مشترک پہلو پائے جاتے ہیں یعنی سبھی مسلمان ایک خدا، ایک قبلہ، ایک

پیغمبر ختم المرسلینؐ، نماز، روزہ، زکات اور حج وغیرہ پر یکساں عقیدہ رکھتے ہیں تو ان میں مسلمان متحد ہوں اور ایک دوسرے سے دشمنی نہ کریں یعنی عالم اسلام کے درمیان اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ نزاع و تفرقہ پردازی سے پرہیز کریں۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے: «وإن تنازعوا فتفشلوا» [۱] نزاع کروگے تو ہوا ہو جاؤگے، بلکہ حبل الٰہی کو مضبوطی سے پکڑے رہو: «واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا» [۲] حبل اللہ سے تمسک کا مطلب دوسری آیہ مبارکہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: «فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقىٰ» [۳] جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تب ہی "عروہ وثقی" خدا سے تمسک ممکن ہے۔

اتحاد کی ضرورت:۔

کچھ ناعاقبت اندیش اور فہم و فراست سے دور لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اتحاد کی ضرورت نہیں ہے مختلف مذاہب کے لوگ جس طرح زندگی گزار رہے ہیں اسی حالت پر رہیں، اور وہ برسوں سے تفرقہ پردازی اور اختلافات کو ہوا دینے میں مصروف ہیں لیکن اس کے نقصانات اور خطرات کو بھی مسلسل دیکھ رہے ہیں اور عصبیت پسندی میں مبتلا ہو کر اس سے نکلنا نہیں چاہتے انہیں راہ حیات کے گڈھوں کو پاٹ کر سکون واطمینان سے زندگی بسر کرنا پسند نہیں ہے بلکہ گڈھوں پر گڈھے بنانے لگے ہوئے ہیں یہ لوگ جسمانی اور معنوی دونوں طرح کے بیمار ہیں اور فکری موٹاپے کو صحت سمجھ رہے ہیں۔

لیکن دوسرا علم و عقل سے آراستہ طبقہ وہ ہے جو تفرقہ اور جدائی جو تمام مسلمانوں کا درد ہے اس کو دور کرنا چاہتا ہے اور اتحاد کو نسخۂ حیات راہ حل سمجھتا ہے۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ تمنا پروان چڑھ رہی ہے بعض لوگ اس بارے میں باتیں بھی کرتے ہیں بیانات بھی دیتے ہیں لیکن یہ صرف زبانی جمع خرچ سے نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس کیلئے عملی اقدام کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں پیغمبر کی سیرت جیسا جامع مرکز کوئی نہیں پایا جاتا۔

پیغمبر اسلامؐ کی احادیث، عملی سیرت اور مختلف فرقوں اور مذاہب کے لوگوں سے رابطہ کا سلامتی فکر کے ساتھ مطالعہ بتاتا ہے کہ پیغمبر کس طرح کا اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے، انہوں نے کس طرح مذہب کے بنیادی اصول و عقائد کے احترام کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کے بیان کردہ اصول کی پیروی کی، سورہ کافرون میں واضح طور پر کہا گیا ہے: "اے رسول کافروں سے کہہ دو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا ہوں اور نہ کروں گا

۱۔ سورہ انفال، آیت ۴۶

۲۔ آل عمران، آیت ۱۰۳

۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶

جس کی تم عبادت کرتے ہو یا کروگے اور تم بھی اس کی عبادت نہیں کروگے جس کی میں عبادت کرتا ہوں... تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔"

اس سورہ میں پیغمبرؐ نے وحی الٰہی کے ذریعہ کفار کی جاہلانہ عصبیت کا بھی تذکرہ کیا ہے اور خداوند معبود کی حقیقت کا بھی اعلان کیا ہے اور پھر اتحاد کی راہ بیان کی ہے کہ تم اپنے دین پر عمل کرو اور ہم اپنے دین پر قائم رہیں البتہ ہم نے گمراہی اور حقانیت کو واضح کر دیا ہے۔ نیز قرآن مجید کے سورہ ممتحنہ، آیت ۷ میں ارشاد ہوا ہے: «لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروا و تقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين» جو لوگ تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا، خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پیغمبر اسلام اور اتحاد کی دعوت:

یقیناً پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیبہ تمام مسلمانوں کیلئے اسوۂ حسنہ ہے اس کی کلیدی اور مرکزی حیثیت سے کسی کیلئے انکار وانحراف کی گنجائش نہیں ہے آپ نے مالک حقیقی اللہ رب العزت کی وحدانیت کی جانب دعوت دی اور باطل ناحق کو انسانی زندگی سے نکالنے کی کوشش کی، آپ نے اپنی احادیث اور سیرت کے ذریعہ وہ انداز توحید پرستی اختیار کیا جس کا اعلان قرآن کریم میں کیا گیا ہے: «أدع إلى سبيل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتي هي أحسن»[1] اپنے رب کی راہ کی جانب دعوت دو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ اور اگر جدال کرنا ہی پڑے تو بہترین طریقۂ جدال سے کام لو۔ آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ، حکمت اور موعظۂ حسنہ سے کام لیتے ہوئے تندی اور سختی سے پرہیز کرتے ہوئے اسلام کی حقیقت اور حقانیت کو پہونچایا جس کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے اور حقیقت و حق کے سامنے سر بسجود ہو گئے۔

پیغمبر اکرم نے مسلمانوں کے درمیان برادری، اخوت اور ایک دوسرے کے مابین مشترک مسؤلیت کو اس طرح بیان فرمایا کہ ایک پیکر کی طرح ایک ارادہ کے ساتھ حرکت میں آئیں۔

«مَثَلُ المؤمنينَ في تَوادِّهم و تَراحُمِهم كَمَثَلِ الجَسَد إذا اشتكىَ منه عضوٌ تداعَى سائرُه بالحُمَّى و السهر»[2]

۱۔ سورہ نحل، آیت ۱۲۵
۲۔ ملاحظہ کریں: کتاب صحیح مسلم و مسند اسی طرح میزان الحکمہ، ج ا معمولی اختلاف کے ساتھ

ایماندار لوگوں کی مثال ہمدردی اور دوستی میں ایک پیکر کے مثل ہے جب اس پیکر کا کوئی عضو درد میں مبتلا ہوتا ہے تو دوسرے اعضاء بھی اس کی ہمدردی میں درد میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ سعدی نے یوں نظم کیا ہے:

اس مقام پر چند احادیث پیغمبر اسلامؐ کا تذکرہ ضروری ہے جس سے با قاعدہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ وحدت کے فوائد کیا ہیں؟

پیغمبر اسلامؐ نے مسلمانوں کے درمیان بحکم خدا رشتۂ اخوت و برادری قائم فرمایا:

بنی آدم اعضای یک دیگرند
کہ در آفرینش ز یک گوہرند
چو عضوی بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

«إنّما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم» [۱]

«إن هذه أمّتكم أمّة واحدة وأنا ربّكم فاعبدون» [۲]

رشتہ اخوت مکہ کے مسلمانوں کے درمیان بھی قائم فرمایا اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بھی رسولؐ نے مہاجرین وانصار کے درمیان رشتۂ اخوت قائم فرمایا اس رشتہ کا فائدہ یہ پہونچا کہ ہر مسلمان دوسرے کی فلاح و بہبود کی مسلسل فکر کرتا رہا دوسرے کی تکلیفوں میں شریک ہو کر ان کیلئے آسانیاں فراہم کرتا رہا۔

وحدت کے آثار میں تذکرہ ہوا ہے: «إصلاح ذات البين أفضل من عامة الصلاة والصوم» [۳] دو مسلمان افراد کے درمیان اصلاح مستحب نماز اور روزہ سے افضل ہے۔

۱۔ سورہ حجرات، ۱۰

۲۔ سورہ انبیاء، ۹۲

۳۔ ثواب الاعمال، ۱۴۸

ایک روز پیغمبر اسلامؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو نماز، روزہ اور زکات سے برتر ہے، اصحاب نے کہا: ضرور بتائے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا ہے اور آپس میں فساد پیدا کرنا بربادی ہے:

«ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصدقة والصلاة؟ قالوا: بلى يا رسول الله، قال: صلاح ذات البين وفساد ذات البين وهي الحالقة»[1] نیز ارشاد فرمایا: «فاتقوا الله يا أيها الناس وأصلحوا ذات بينكم»[2] اے لوگو! خدا سے ڈرو اور آپسی رشتہ کی اصلاح کرو۔

«لا يحل للمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث»[3] رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ تین روز سے زیادہ مسلمان کو چھوڑ دے۔ (یعنی رابطہ منقطع کرے) اور ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کا دشمن نہ ہو، حسد و کینہ نہ کرے ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرے۔ اے بندگان خدا آپس میں بھائی چارہ رکھو کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ دینی بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑ دے۔

«لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال.»[4]

«هجر المسلم أخاه كسفك دمه»[5] برادر دینی کو چھوڑ دینا اس کا خون بہانے کے مثل ہے۔

«من نظر إلى مؤمن نظرة ليخيفه بها أخافه الله عز وجل يوم لا ظل إلا ظله»[6] جو شخص مسلمان کو ڈرانے کیلئے تیز نگاہ سے دیکھے تو خداوند عالم روز قیامت اس کو ڈرائے گا جس دن خدا کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

«لا تروعوا المسلم فإن روعة المسلم ظلم عظيم»[7] مسلمان کو نہ ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا ظلم عظیم ہے۔

«ثلاثة رفع الله عنهم العذاب يوم القيامة الراضي بقضاء الله والناصح للمسلمين والدال على الخير»[1] خداوند عالم روز قیامت تین گروہ سے عذاب اٹھالے گا: ۱۔ جو خدا کے فیصلہ پر راضی ہو، ۲۔ جو مسلمانوں کا خیر خواہ ہو، ۳۔ جو مسلمانوں کو خیر وصلاح کی جانب دعوت وراہنمائی کرتا ہو۔

۱۔ تنبیہ الخواطر ونزہۃ النواظر، ۱/ ۳۹

۲۔ انفال، ۱

۳۔ کتاب الخصال، ۱۸۳، وسائل الشیعۃ، ۱۲/ ۲۶۳

۴۔ مستدرک، ج ۹

۵۔ الجامع الصغیر، ۲/ ۱۱۷

۶۔ کافی، ۲/ ۱۳۸

۷۔ کنز العمال، ۱۶/ ۱۱

«لاتغتابوا المسلمين ولاتتبعوا عوراتهم فإنه من تتبع عورة أخيه تتبع الله عورته» [۲]

آنحضرتؐ نے اصحاب سے خطبہ میں ارشاد فرمایا: مسلمان کی غیبت نہ کرو، ان کے عیوب اور برائیوں کو ظاہر نہ کرو کیونکہ جو ایسا کرے گا خدا اس کے عیوب کو ظاہر کرے گا۔

«كان في المدينة أقوام لا عيوب لهم فتكلموا في عيوب الناس فأظهر الله لهم عيوبا لم يزالوا يعرفون بها إلى أن ماتوا» [۳]

اس عیب جوئی کا نتیجہ بھی اس انداز سے بیان فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ تھے جن کے اندر کوئی عیب نہیں تھا لیکن دوسروں کے عیوب کے بارے میں گفتگو کرتے تھے تو خدا نے ان کے عیوب کو اس طرح ظاہر کیا کہ وہی باقی رہا جس کو وہ اپنی موت کے وقت پہچانتے تھے۔

اتحاد اسلامی کے فوائد و برکات :

اتحاد اسلامی کو اصلاح روابط بھی کہا جا سکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام شیعہ سنی اور تمام سنی شیعہ ہو جائیں نیز عالمی سطح پر تمام مسلمان عقائد، احکام، اصول و فروع اور تمام جزئیات دین کے بارے میں اس طرح متحد ہو جائیں کہ کوئی اختلاف عقائد و احکام میں نہ رہ جائے، ظاہر ہے کہ یہ ممکن بھی نہیں ہے اور ہمارا مقصد بھی یہ نہیں ہے بلکہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان جو مشترک امور پائے جاتے ہیں جیسے خدا، رسول، قرآن، قبلہ اور کلمہ وغیرہ کے تعلق سے مسلمانوں کے دو عظیم فرقے شرح صدر اور وسعت نظر سے ایک دوسرے کے عقائد اور افکار کا احترام کریں، تحقیق حق کے لئے بحث و استدلال کا دروازہ کھلا رکھیں، انکشاف حقیقت کیلئے علمی جہاد سے کام لیں اور تمام امت اسلامیہ کے مصالح کے پیش نظر کلمہ توحید کے «لا إله إلا الله» دو منفی و مثبت عناصر کو باقاعدہ سمجھیں یعنی منفی عنصر سے مراد یہ ہے کہ ہر طرح کی بدبینی اور جدائی کو ترک کر دیں اور مثبت عنصر کا مفہوم یہ ہے کہ دوستی، دلوں کو ایک دوسرے سے قریب کرنا، اخوت اسلامی کی ترویج میں تمام تر کوششوں کو صرف کرنا وغیرہ۔

امام خمینی نے فرمایا ہے کہ اگر شیعہ و سنی کے درمیان اختلاف کو ہوا دی جاتی رہی تو اس سے تمام مسلمانوں کو نقصان پہونچے گا اور جو لوگ تفرقہ پیدا کرتے ہیں وہ نہ سنی ہیں نہ شیعہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دشمنان اسلام کو فائدہ پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ دشمن مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر لیں اور دنیا کے تمام منافع اپنی

۱۔ ارشاد القلوب، ۱۹۶؛ مستدرک، ۱۲/ ۴۳۱
۲۔ تنبیہ الخواطر ونزہۃ النواظر ۱/ ۱۱۵
۳۔ تنبیہ الخواطر ونزہۃ النواظر، ۱/ ۱۱۵

جیب میں ڈال لیں اور تمام ممالک پر اپنا قبضہ کر لیں...... لہٰذا تمام مسلمان افراد اور ممالک کو باہمی برادری سے کام لینا چاہئے کیونکہ اس برادری کی بنا پر تمام بڑی طاقتوں پر مسلط ہو جائیں گے، یہ ایمانی اخوت ایسی ہونی چاہئے کہ ایک دوسرے کے مخالف نہ ہوں بلکہ دوستی اور محبت کی نظر قائم و دائم رہے۔ [1]

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: «أَفضلُ الصدَقَةِ إِصلَاحُ ذاتِ البَین» [2] افضل ترین صدقہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا ہے اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی برتر چیز لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا ہے۔

مذکورہ تمام بیانات کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتحاد اسلامی کی بناء پر جو صرف ظاہری نہ ہو بلکہ قلبی ہو تو اس کے فوائد و برکات پورے معاشرہ پر مرتب ہوں گے، ذیل میں چند فوائد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

۱۔ اتحاد اسلامی کے نتیجہ میں قوموں کے درمیان آپس میں ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوگا اور ایک دوسرے کی خوشی و رنج میں کے مواقع پر شریک ہوں گے جس سے سماج اور معاشرہ کا نظام استوار ہوگا۔

۲۔ عالم اسلام کی عزت و وقار اور سربلندی کا دار و مدار اتحاد اسلامی پر ہے اور دشمنوں کی بالادستی اور استحصال کو ختم کرنے کا عظیم ذریعہ بھی ہوگا اور فطری آزادی کی سانس لینے کا موقع فراہم ہوگا۔

۳۔ اسلام کے مختلف فرقوں کے نظریات کی ایک دوسرے کے درمیان مطابقت بھی پیدا ہوگی اور دوسرے پر مخالفت و عصبیت کے کیچڑ اچھالنے کے بجائے موافقت اور اصلاح کا ماحول پیدا ہوگا۔

۴۔ سامراجی طاقتوں اور استکباری قوتوں کو شکست ہوگی اور ان کا قوموں کو گمراہ کرنے کا عمل کمزور سے کمزور تر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

۵۔ اتحاد اسلامی کیلئے دینی، قرآنی اور سیرت طیبہ پیغمبر اسلامؐ کے انداز میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے تاکہ سماج میں دینی پابندی کو استحکام حاصل ہو۔ حدیث میں ارشاد ہوا ہے:

«إن الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر سبيل الأنبياء ومنهاج الصلحاء فريضة عظيمة، بها تقام الفرائض وتأمن المذاهب وتحل المكاسب وترد المظالم وتعمر الإرض» [3]

۱۔ روزنامہ جمہوری اسلامی، ۲۸ مرداد، ۱۳۵۹

۲۔ کنز العمال، ۳/ ۵۸

۳۔ الکافی، ۵/ ۵۵

امر بالمعروف و نہی عن المنکر راہ انبیا، روش صلحا، اور ایسا عظیم فریضہ ہے جس کے ذریعہ واجبات کو قائم کیا جاتا ہے راہیں پر امن ہوتی ہیں اور مکاسب حلال ہوتے ہیں اور لوگوں کے حقوق ان تک لوٹائے جاتے ہیں اور زمین آباد ہوتی ہے اور دشمنوں سے انصاف لیا جاتا ہے اور امور کو مستقیم کیا جاتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے: «لا یزال الناس بخیر ما أمروا بالمعروف ونهوا عن المنكر وتعاونوا على البر والتقوى.» [۱] جب تک لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں گے اور نیکی اور تقوی پر تعاون کریں گے تو مسلسل خیر و بھلائی میں رہیں گے۔

❖

۱۔ تہذیب الأحکام، ۶/ ۱۸